اعضاء تناسل کی پیوند کاری کا شرعی حکم

ڈاکٹر عصمت اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ تحقیقات اسلامیہ

بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

انسانی اعضاء کی پیوند کاری بحثیت مجموعی ایک نیا جدید مسئلہ ہے جو میڈیکل سائنس کی ترقی کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعض جزئی مسائل تو بہت ہی جدید اور نئے ہیں۔ بایں معنی کہ طب جدید نے ان کا عملی تجربہ اب شروع کیا ہے انہی جدید مسائل میں سے ایک تازہ مسئلہ عورت اور مرد کے جنسی یا تناسلی اعضاء کی منتقلی بھی ہے۔

فروری یا اپریل 2000ء میں ملک فہد جنرل ہسپتال جدہ میں اس قسم کا ایک نیا اور پیچیدہ آپریشن کر کے ایک تقریباً پچاس سالہ ماں کا رحم ''بچہ دانی'' نکال کر اس کی بیٹی (زین السفیان) کو لگا دیا گیا۔ مذکورہ بیٹی کو اپنی پہلی اولاد کی پیدائش کے بعد کسی مرض کے نتیجہ میں رحم (بچے دانی) کو بذریعہ آپریشن نکلوانا پڑا، تو اس نے مزید بچوں کی خاطر سارے وسائل صرف کیے، اور سوجتن کر کے اپنی ماں سے نیا رحم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

منتقلی کے شرعی حکم پر تفصیل سے گفتگو الگ سے ہونی چاہئے۔ اس لئے صرف بطور یاددھانی یہ دہرائیں گے کہ انسانی جسم کے اندر جو اعضاء اللہ تعالیٰ نے مفرد و یگانہ پیدا فرمائے ہیں ان کو کسی دوسرے کو بحالتِ حیات منتقل کرنا جائز نہیں چونکہ دو زندہ انسانوں میں سے جب ایک نے کسی مفرد عضو سے محروم ہونا ہی ہے تو جو قبل ازیں محروم ہو چکا ہے اسی کو محروم رہنے دیا جائے۔ ایک اچھے خاصے صحت مند انسان کے جسم سے مفرد عضو نکال کر اس کو بھی بیماروں کی صف میں شامل کر دینا عقل مندی کا تقاضا نہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔ ''لاضرر ولا ضرار'' کے اہم شرعی اصل کے ذریعہ اس کی ممانعت فرمادی ہے اس لئے فقہاء لکھتے ہیں ''الضرر لا یزال بضرر مثلہ'' اگر کبھی اس طرح کی صورت پیش آجائے کہ مفرد عضو جس پر انسانی زندگی اور بقاء کا انحصار نہ ہو۔ کسی نے از خود شرعی مسئلہ معلوم ہونے سے قبل یا شرعی ممانعت کو جاننے کے باوجود کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو دے دیا تو غلط ہونے کے باوجود اس کو برقرار رہنے دینا چاہئے الا یہ کہ منتقل شدہ عضو عورت یا مرد کا کوئی جنسی یا تناسلی عضو ہو۔ اس میں تفصیل ہے اور جن اہل علم وفتوی نے اس پر طبی اور فنی معلومات کی روشنی میں گفتگو کی ہے وہ تین مختلف آراء رکھتے ہیں۔

فریق اول: سب سے پہلی رائے یہ ہے کہ سارے جنسی اور تناسلی اعضاء کی۔ چاہے مرد کے ہوں یا عورت کے، مفرد ہوں یا مزدوج۔ منتقلی اور پیوند کاری ناجائز اور حرام ہے۔ یہ رائے ڈاکٹر یوسف البدری ممبر مجلس امور شرعیہ قاہرہ، د۔ محمد الطیب النجار، چیئرمین عالمی مرکز برائے سیرت وسنت، مصر، د۔ عبدالجلیل شلبی ممبر افتاء کونسل ازہر شریف، شیخ احمد حسن مسلم ممبر افتاء کمیٹی ازہر شریف، شیخ محمد احمد

جمال (مرحوم) استاذ ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ کی ہے۔ان علماء کرام کے دلائل یہ ہیں۔

(۱) کہ خصیتین۔اوراس طرح باقی اعضاء کی منتقلی دراصل خلق اللہ میں تبدیلی اور تمثیل ہے جوشرعاً نص قرآن سے حرام ہے۔

(۲) جس شخص سے یہ اعضاء دوسرے کو منتقل کیے گئے ہوں۔اس کو گویا نسل کی افزائش کے فرض کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے اور یہ بھی شرعاً مقاصد شریعت کی ضد ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(۳) چونکہ یہاں حالت ضرورت کا وجود نہیں ہے اس لئے یہ منتقلی شرعاً جائز نہ ہوگی۔

(۴) اس طرح جواز کا دروازہ کھولنے سے نسب کا اختلاط وضیاع ہوگا بالخصوص ''بیض'' (Ovary) کی منتقلی کی صورت میں اس لئے سدالذریعہ اس کو حرام قرار دیا جائے گا۔

(۵) اس طرح کے معاملات میں چونکہ اہل علم وفن یعنی میڈیکل کے ماہرین نے بتلایا ہے کہ خصیتین اور مبیض کی منتقلی سے نسلی خصوصیات بھی منتقلی ہوتی ہیں اس لئے یہ منتقلی اور پیوندکاری ''**بشهادة أهل الخبرہ**'' ناجائز ہوگی۔

فریق ثانی: اس سلسلہ میں کچھ دوسرے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ خصیتین (اوراس طرح باقی اعضاء تناسل) کی منتقلی میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ان کی دلیل یہ ہے

(۱) مادہ منویہ اور حیوانات منویہ تو دراصل دوسرے مرد کے ہیں خصیہ تو صرف ان کو آگے پھینکنے یا نکالنے کا کام سرانجام دے رہا ہے۔گویا یہ صرف آلہ اور ذریعہ ہے۔

(۲) جب خصیہ کی پیوندکاری مکمل ہوگئی تو یہ خصیہ اس شخص کی ملکیت،اوراس کے جسم کا جزو شمار ہوگا جس کو پیوند کیا گیا ہے۔اور یہ ''ڈونر'' یعنی پہلے مالک کی ملکیت شمار نہیں ہوگا،انتقال ملکیت کے بعد اس کے سارے اعمال کے لئے استعمال کے لئے شرعاً وہی مسؤل وذمہ دار ہوگا جس کے جسم میں وہ لگایا گیا ہے۔

(۳) وراثتی صفات اور جینات کی یکجائی یا مشابہت ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے،ایک ماں بیٹوں کی ولادت عام مشاہدہ کی بات ہے اور دونوں کی اولاد میں نکاح جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ وراثتی صفات اور جینیاتی خصائص کی منتقلی ضروری نہیں ہے۔اگرچہ افضل یہی ہے کہ خصیتین اور باقی تناسل اعضاء منتقلی نہ کئے جائیں۔لیکن اگر کوئی شخص مزدوج اعضاء تناسل میں سے ایک عضو دوسرے کو دیتا ہے تو یہ جائز اور درست ہوگا کیونکہ دونوں کی منتقلی سے وہ افزائش نسل کی صلاحیت باقی رہتی اس لئے یہ جائز شمار ہوگا جیسا کہ ایک گردہ یا ایک پھیپھڑہ منتقل کرنا جائز ہے۔

فریق سوم: نے خصیتین مبایض اور باقی دوسرے جنسی وتناسلی اعضاء کے حکم میں فرق بیان کیا ہے۔

(۱) انسان: عورت یا مرد۔کے ظاہری اعضاءِ تناسل۔مرد کا آلۂ ذکر اور نسوانی شرم گاہ۔یعنی عورت مغلظہ کی منتقلی حرام اور ناجائز ہوگی۔ کیونکہ یہ شرم وحیاء اور غیرت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔شرم وحیاء اور غیرت کا دینی یا اخلاقی تصور رکھنے والا کوئی انسان اس کو اپنی

ماں، بہن اور دیگر محرمات کے معاملہ میں برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوگا۔

(۲) عورت کے اندرونی اعضاء تناسل میں سے بیضہ دانی (Ouary) اور مرد کے اعضاء میں سے خصیتین کی منتقلی جائز نہیں ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

اولاً: منقول منہ کیلئے تغیر خلق اللہ ہے نیز مثلہ بھی ہے اور یہ نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

ثانیاً: جس کا خصیہ دوسرے کو منتقل کیا جائے گا وہ اپنی افزائش نسل کی صلاحیت سے محروم ہو جائے گا اور کسی شخص کو اس صلاحیت سے محروم کرنا حرام ہے۔

ثالثاً: خصیتین یا مبیض کا ضرورت مند مریض شرعی اضطرار کی تعریف میں نہیں آتا اس لئے بغیر ضرورت عام انسانی اعضاء بھی منتقل نہیں کیے جاسکتے چہ جائیکہ جنسی اور تناسلی اعضاء۔

رابعاً: خصیتین اور مبیض دونوں کی منتقلی سے نسب میں اختلاط واشتباط پیدا ہوتا ہے اور ہر وہ کام جو اشتباہ پیدا کرے حرام ہے اس لئے یہ بھی حرام شمار ہوگا۔ اب رہی یہ بات کہ خصیتین اور مبیض کے منتقل کرنے سے شخصی اور وراثتی اوصاف وخصائص بھی منتقل ہوتے ہیں یا نہیں اس باب میں فیصلہ اطباء ماہرین سے لینا چاہئے اور ہماری معلومات کے مطابق اطباء اس کا جواب ہاں میں دیتے ہیں اس لئے اس ماہرانہ رائے کے بعد اس کہ حرمت میں شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ ملاحظہ ہو: (الموسوعة الطبية الحديثة ۶۸۳/۳، وأحكام الجراحة الطبية و الاثار المترتبة عليها ص۳۶۷، ۲۷۲ والفقه الاسلامی والدلة ۵۱۸۳)

ان دو قسم کے اعضاء کے علاوہ باقی سب جنسی اعضاء کی منتقلی میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں بشرط یہ کہ عمومی شرائط پیوندکاری پائی جاتی ہوں (OIC) کی فقہ اکیڈمی کی رائے بھی یہی ہے۔ رحم کی منتقلی کا جو واقعہ جدہ میں 2000ء میں وقوع پذیر ہوا اس پر عرب ممالک کے اہل علم شیخ قاضی عبداللہ بن عبدالرحمن البسام ممبر مجلس کبار العلماء سعودی عرب اور صالح بن سعد اللحید ان، جو سعودی وزارت عدل میں ریسرچ ونگ کے سیکریٹری جنرل ہیں، اور قاضی شریعت کورٹ ریاضی، ابراہیم بن صالح الخضری اور د۔ عبدالعزیز فرج محمد جو شریعہ فیکلٹی جامعہ الازہر میں فقہ مقارن کے استاذ ہیں نے جواز کا فتوی دیا۔

(ملاحظہ ہو: جريدة الشرق (الاوسط ص ۲۰ شماره نمبر ۷۸۳۴ بروز بده مورخه ۱۰ امئی ۲۰۰۰)

یہاں یہ بتا دینا بھی خالی از فائدہ نہیں ہوگا کہ رحم کی منتقلی وپیوندکاری جائز ہے اس کو کرایہ پر چڑھانا یعنی کسی کا نطفہ یا بچہ لے کر رحم میں پالنا اور پیدائش کے بعد صاحب نطفہ وبیضہ، میاں، بیوی یا عورت مرد کے حوالہ کر دینا اور اپنی محنت وپرورش کا معاوضہ وصول کرنا اس سے الگ اور دوسرا مسئلہ ہے اور ایسے کرنا شرعاً درست نہیں ہے اور کرائے کی ماں چونکہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا مسئلہ ہے اس لئے اس پر الگ مفصل گفتگو کی ضرورت ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆